AL-QUDWAH
ISSN(P): 2959-2062 / ISSN(E): 2959-2054
https://al-qudwah.com

اسلامی تشخص اور مغربیت: تہذیبی بقاء کے چیلنجز

Islamic Identity and Westernization: Challenges to Civilizational Survival

ABSTRACT

The preservation of Islamic traditions is essential for the welfare and prosperity of humanity, as it offers a clear, defined path rooted in eternal truths. In an era of rapid global change, many Muslims have distanced themselves from their civilizational heritage, adopting aspects of Western culture, which pose a significant threat to the survival of Islamic civilization. This research explores the intellectual and ideological conflict between Islamic and Western civilizations, with particular focus on the Indian subcontinent, where tensions have intensified following centuries of colonialism. Despite the establishment of Pakistan, the challenge of preserving Islamic traditions persists. Three primary responses to this challenge: complete adoption of Western civilization, total rejection, and a reconciliatory approach, have emerged in Muslim societies. Through an analysis of Islamic civilization's core beliefs, ideological foundations, and social structure, this study argues that the preservation of Islamic traditions is not only crucial for Muslim identity but also necessary for the establishment of a stable, balanced global order. By examining Islam's comprehensive framework for individual and collective development, this research underscores the importance of remaining anchored in natural laws and fundamental principles to ensure the enduring success of civilizations.

***Keywords**: Islamic Civilization, Decline,Cultural, Conflict, Islamic Values, Revival of Islam*

AUTHORS

Shamsher Ali*
PhD Scholar Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science & IT, Peshawar:
shahid.kalami1@gmail.com

Dr. Mushtaq Ahmad**
Dean, Faculty of Social Sciences, Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar.

Date of Submission: 29-12-2024
Acceptance: 09-01-2025
Publishing: 18-01-2025

Web: https://al-qudwah.com/
OJS: https://al-qudwah.com/index.php/aqrj/user/register
e-mail: editor@al-qudwah.com

***Correspondence Author:**
Shamsher Ali*PhD Scholar Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science & IT, Peshawar*

کسی بھی تہذیب کے استحکام کے لیے اس کے عقائد، نظریات، تصورِ حیات اور اجتماعی نظام کی بنیادوں کو جانچنا ضروری ہے۔ اسلامی تہذیب ایک مکمل ضابطۂ حیات فراہم کرتی ہے، جس میں فرد کی تعمیرِ سیرت، سماجی تعلقات اور معاشرتی ترقی کے اصول واضح کیے گئے ہیں۔ اسلامی روایات کا تحفظ نہ صرف مسلمانوں کی شناخت کا تقاضا ہے بلکہ ایک مستحکم اور متوازن عالمی نظام کے قیام کے لیے بھی ضروری ہے۔

انسانی بہبود کی کوشش اسلامی روایات کے تحفظ میں مضمر ہے۔ انسان کی فلاح اور کامیابی کے لئے ہر طرف منہ اٹھا کر چلتے رہنے سے صداقت تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ ایصال الی المطلوب کے لئے کسی ایک سیدھی راہ کا انتخاب کرنا ہوتا ہے اور مسلمان جس سیدھی راہ کو انسان کی فلاح کی راہ سمجھتا ہے وہ شاہراہِ اسلام ہے۔ اس لئے اسلامی روایات کا تحفظ انسانی زندگیوں کی دائمی صداقتوں کے اعلی ترین کوشش کا اظہار ہے۔ مسلمانوں نے اپنی اس اسلامی تہذیبی روایات سے اس طرح منہ موڑ لیا ہے کہ نہ صرف شرمساری کا اظہار کیا جارہا ہے بلکہ اسلامی روایات کو رد کر کے غیر اسلامی روایات کر اپنایا گیا ہے اور مسلمانوں کا ایک طبقہ اس غیر اسلامی روایت کو اپنی بقا سمجھتا ہے۔ مسلمانوں کی جو تعداد اپنی اس روایتی اسلامی تہذیب و ثقافت میں سانس لے رہی ہے مرور زمانہ کیساتھ جس تیزی سے غالب تہذیب مسلمانوں کی تہذیب پر یلغار کر رہی ہے اس روایتی تہذیب کا تحفظ نہیں کیا گیا تو یہ معدوم ہو جائے گی۔

واضح رہے کہ زندہ تہذیب ہی انسانوں کی عقلی، جسمانی، روحانی اور جمالیاتی ضرورتوں کی تسکین کا سامان فراہم کرتی ہے اورانسان کی ان جملہ ضروریات کو روایتی اسلامی تہذیب اپنے اندر سموئے ہوتی ہے۔ دنیا کی تاریخ تہذیبوں کی تاریخ ہے۔ تہذیبوں سے نوع انسان کی تاریخ، ارتقاء اور شناخت کی جاتی ہے۔ مؤرخین، ماہرین علم بشریات و معاشرتی علوم نے تہذیب کی تاریخ، ارتقاء، عروج وزوال ، باہمی مکالمہ، تہذیبوں کی خصوصیات اور سقوط کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔[1]

ہر دور اور ہر معاشرے میں متنوع تہذیبوں کا وجود رہا ہے۔ ہر ہر تہذیب نے اپنے بنیادی تصورات کی بنیاد پر اپنی تشکیل کی ہے۔ ان میں سے وہ تہذیبیں جن کے تصورات اور اصول فطری بنیاد پر ہو وہ اپنا دائمی وجود رکھتی ہیں اور دیگر تہذیبوں سے ممتاز ہوتی ہے اور اس کے برعکس جن تہذیبوں کے بنیادی تصورات اور اصول فطری بنیادوں پر نہ ہو وہ اپنی بقاء قائم رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکی ہیں۔ انسانی دنیا روز اول سے تہذیبوں کی کشمکش سے گزرتی آرہی ہے اور آج کی انسانی دنیا اور امن عالم کو سب سے زیادہ خطرہ تہذیبی کشمکش کا ہے اور اس کشمکش میں نظام عالم کے پیچیدہ مسائل میں سے سب سے زیادہ پیچیدہ مسئلہ کسی تہذیب کے احیاء یا نشأۃ ثانیہ کا ہے۔

اس پیچیدگی کی دو بڑی اور بنیادی وجوہات ہیں۔ موجودہ سیاست مذہبی اصول ومعتقدات کے خلاف ہے اوراسی کے ہاتھ میں طاقت واقتدار ہے۔ موجودہ مذہب زندگی میں افادیت وصلاحیت کے جوہر پیدا کرنے میں ناکام ہے اور وہ اس پر مطمئن ہے۔"[2] اوراس کے ساتھ ساتھ ہر دور کی تہذیبوں کے اثرات دوسری تہذیبوں پر مرتب ہوتے رہے ہیں۔ گزشتہ تین سو سال سے عہد رواں تک اسلامی اور مغربی تہذیب ، مفکرین، محققین اوراہل علم کی دلچسپی کا موضوع رہا ہے۔

---

[1] Samuel P. Huntington(D 2008)Clash of civilization,ed,1 (N.York1996) p 42

[2] محمد تقی امینی، (م 1991ء) لامذہبی دور کا تاریخی پس منظر، طبع اول (لاہور، مکی دارالکتب، 1996ء) 11

برصغیر میں انگریزوں نے ایک صدی حکومت کی(1857ء تا1947ء)اس پورے عہد میں مغربی تہذیب نے اپنے اثرات مسلمانان برصغیر پر چھوڑے اور ہر عام وخاص اس تہذیب سے کسی نا کسی سطح پر متاثر ہوا۔مغربی تہذیب کے اثرات سے اسلامی روایات وفکر کا تحفظ برصغیر کے مسلمانوں اور مفکرین کے لئے ایک اہم اور بنیادی وپیچیدہ مسئلہ رہا،قیام پاکستان کے بعد تہذیبی اسلامی کی روایتی فکر کا تحفظ اور اس کا فروغ یہاں کے اہل علم کے لئے چیلنج تھا۔

قیام پاکستان کے بعد یہاں بھی برصغیر کے اہل علم کی طرح مغربی تہذیب کے بارے تین نقطہ ہائے نظر پائے۔ایک نقط نظریہ ہے کہ مغرب کی تقلید اور تہذیب مغرب کے اتباع میں بقاء اور دوام،ترقی اور عروج ہے۔یہ گروہ مغربی تہذیب کو سراسر خیر وفلاح اور انسانیت کے لئے فائدہ مند قرار دیتے ہیں۔اپنے اس نظریہ کی تائید کے لئے دلائل پیش کرتے ہے۔اہل مغرب کا معاشی استحکام،صنعتی ترقی،سائنس وٹیکنالوجی میں تفوق،علم وتحقیق میں برتری وہ حقیقتیں ہیں جن کا انکار ممکن نہیں۔

مغرب جن اصولوں کو اپنا کر ترقی کر رہا ہے وہی اصول مسلمانوں کو بھی اپنا کر ترقی کرنی چاہئے کیونکہ اسلام دنیاوی ترقی کی نفی نہیں کرتا۔یہ گروہ یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ مغرب نے جن اصولوں کو اپنایا ہے وہ تو اصلاً اسلامی ہے لہذا ان اصولوں کو اپنانا گویا اسلامی اصولوں کو اپنانا ہے۔ مسلمانوں میں اہل فکر کا ایک گروہ تہذیبِ مغرب کو مستقل رد کرنے کا نظریہ رکھتا ہے۔اپنے اس نظر کی تائید کے لئے جو دلائل یہ گروہ پیش کرتا ہے اس کے چیدہ چیدہ نکات یہ ہیں۔مسلمان اپنا ایک الگ اور منفرد دین،فکر اور نظریہ رکھتے ہیں۔اپنا ایک مستقل تہذیب اور ورلڈ ویو رکھتے ہیں۔اسلامی تہذیب جن اساسات پر قائم ہے وہ مغربی تہذیب سے بالکل الگ بلکہ متضاد ہے۔

چنانچہ اسلامی تہذیب کسی دوسری ایسی تہذیب کیساتھ ضم نہیں ہو سکتا یا مفاہمت نہیں کر سکتا جس کے بنیادی نظریات،عقائد اور اساسات (تصور انسان،حیات اور خدا) اسلامی تہذیب سے متصادم ہوں۔اس فکری اور نظری اساس کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ نے جاہلی معاشرے میں قیادت کی پیشکش ٹھکرادی اور اسلامی ریاست کی تشکیل کی اور اسلامی تہذیب کے اصول وضع کئے۔[3] تیسرا گروہ اسلامی اور مغربی تہذیب میں مفاہمت کا نظریہ رکھتا ہے۔ان کے نزدیک چونکہ مسلمان داعی ہیں اور داعی کی حیثیت سے ہر قوم تک دین کا پیغام پہنچانا مسلمان کی ذمہ داری ہے۔دیگر تہذیبوں کیساتھ اسلامی تہذیب کے جو اختلافات ہیں باہمی مفاہمت سے اسے دور کر کے امن عالم کے لئے راہ ہموار کرنی چاہئے اس کا حل یہ ہے کہ تہذیبوں کیساتھ مفاہمت کی جائے۔[4]

کسی بھی تہذیب کے اساسی اصول جانچنے سے پہلے اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ اس تہذیب کا تصور حیات کیا ہے؟یہ تہذیب زندگی سے متعلق کیا تصور رکھتی ہے؟اس تہذیب کا تصور دنیا کے وجود کے بارے میں کیا؟یہ تہذیب دنیا کے وجود میں آنے سے متعلق کیا تصور رکھتی ہے؟کائنات میں بنی نوع انسان کی حثیت اور مقام ومرتبہ کیا ہے؟ان سب کے آپس میں تعلقات کی کیا نوعیت ہے؟ان سوالات کے جوابات

[3] فتح الدین ابو الفتح محمد بن محمد بن محمد یعمری اشبیلی،ابن سید الناس(م734ھ)عیون الاثر،الطبعة الثانیة(قاہرہ،دارابن جوزی، سطن) ،1:105

[4] عزیز احمد،برصغیر میں اسلامی جدیدیت،ترجمہ جمیل جالبی،اشاعت اول(لاہور،ثقافت اسلامیہ،1997ء):19-59

مختلف تہذیبوں کو جنم دیتے ہیں۔ پھر انسان کے عملی زندگی کا رخ متعین کرنے کے لئے اس بات کی تحقیق کہ انسان کا مقصد زندگی کیا ہے؟ کیوں انسان کو پیدا کیا گیا؟ اس کی ساری جتن اور دوڑ دھوپ کس لئے ہے؟

تفہیم تہذیب میں بنیادی چیز اس تہذیب کے عقیدے کی جانچ ہوتی ہے۔ یہ سوال کہ کن عقائد، افکار اور نظریات پر انسان کی نشو نما کی جارہی ہے؟ چونکہ انسان کے اعمال کا دار مدار اس کے عقیدے اور فکر پر ہے اس لئے کہ اعمال افکار کے تابع ہوتے ہیں۔ جس عقیدہ اور فکر نے قلب وذہن کو مسخر کیا ہو گا، عمل بھی اسی کے مطابق ہو گا۔ عقیدے کے بغیر تہذیب وجود میں نہیں آسکتی ہے۔ اس لئے یہ سوال تفہیم تہذیب کے تناظر میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے کہ اس تہذیب کا عقیدہ کیا ہے؟ جس پر وہ انسان کی سیرت و کردار کی تعمیر کرتی ہے۔

تہذیب کا مقصد دراصل اجتماعی نظام کی تشکیل ہوتی ہے لیکن اجتماعی نظام میں فرد کی اہمیت بنیاد کے پتھر کی حثیت رکھتی ہے۔ اس لئے اس سوال کی تحقیق بھی تفہیم تہذیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ تہذیب کس قسم کے انسان بناتی ہے؟ اس تہذیب کا فریم ورک انسان کی تربیت کے لئے کیا ہے؟ یہ تہذیب انسان کے اندر کن خصلتوں اور عادات کو پروان چڑھانا چاہتی ہے؟

تہذیب کی پرکھ میں اس بات کی تحقیق کہ اس تہذیب کے انسان کا انسان کیساتھ تعلق بابت کیا تصور ہے "تہذیبی زندگی میں انسان کا انسان سے تعلق ہی سب کچھ ہے"۔[5]

رشتہ دار، ہمسایہ، ہم فکر وخیال اور مختلف فکر وخیال کے انسانوں کیساتھ تعلق کا کیا تصور ہے؟ سیاست، معیشت، معاشرت، تمدن اور بین الاقوامی تعلقات بارے اس تہذیب کا تصور کیا ہے؟

ان امور سے متعلق یہ تہذیب انسان کے لئے کیا حدود مقرر کرتی ہے؟

کونسے فرائض بتاتی ہیں؟

اس کی آزادی اور پابندی کے اصول کیا ہے؟

یہی وہ سوالات ہیں جن کی بنیاد پر تہذیبوں کا جنم ہوتا ہے۔ دنیا کی ہر تہذیب ان عناصر پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور اپنی مابعد الطبیعات کی روشنی میں ان سوالات کا جواب دیتی ہیں اور ان عناصر کی تفہیم کرتی ہے۔[6] ان سوالات کی اہمیت یہ ہے کہ ان کے جوابات پر انسانی رویہ کا انحصار ہے۔[7] جس طرح منزل پر پہنچنے کے لئے صحیح سمت ضروری ہے اسی طرح حیات انسانی کی درست سمت میں درست رویہ اپنانا بھی ضروری ہے۔

ان سوالات کے جوابات ہر زمانے میں دیئے گئے ہیں لیکن ان جوابات سے انسانی حیات کے رویہ کی درستگی نہیں ہو پائی ہے اس لئے قرآن نے جہاں دوسرے تمام معاملات میں اصولی راہنمائی کی ہے وہاں ان بنیادی تہذیبی سوالات کے بھی جوابات دیئے ہیں۔ ان سولات کے جو معروف جوابات انسان نے محض س عقل سے دیئے ہیں ان کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ تہذیب اسلامی کی روایتی فکر کی بنیاد اور اساس وحی ہے۔ وحی کا مطلب ہے رضائے الٰہی کی اطاعت۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اسلامی روایات کا تحفظ دراصل انسان اور انسانیت کی بقائے

---

[5] سلیم احمد (م 1983) مضامین سلیم احمد، ط اول (کراچی، اکادمی بازیافت، 2009ء) 123

[6] سید ابو الاعلیٰ مودودی (م 1979ء) اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، طبع چہارم (لاہور، اسلامک پبلی کیشنز لاہور 1966ء): 8-11

[7] امین احسن اصلاحی (م 1997ء) فلسفہ کے بنیادی مسائل، طبع اول (لاہور، فاران فاؤنڈیشن، سطن): 15

دانائی کی اعلیٰ ترین کوشش کا اظہار ہے۔ اس لئے تہذیبی اسلامی کی روایتی فکر کی تفہیم اس پر موقوف ہے کہ تہذیب کی تعریف وماہیت اور ما قبل از اسلام کی روایتی تہذیبوں کا علم حاصل کیا جائے۔ اگلے صفحات میں ہم اس پر بحث کریں گے۔

تہذیب "دراصل" ایک وسیع المفہوم اصطلاح ہے۔ اس لئے مفکرین کے لئے مشکل رہا ہے کہ کسی خاص الفاظ میں تہذیب کی تعریف کی جائے۔ تہذیب عربی میں ھذب سے مشتق ہے۔ جس کا معنیٰ صاف کرنا درست کرنا اور تراش خراش کرنا، چیز کا تزکیہ کرنا، اس کی تطہیر کرنا اور اس کا تزکیہ کرنا، ابھرنا، پرورش کرنا، اصلاح کرنا، ہم آہنگ کرنا اور اسے عیب اور غلطی سے پاک کر دینا ہے۔ عربی زبان میں کھجور کے درخت کو صاف کرنے کو تہذیب کہتے ہیں۔[8]

اسی سے اصول فقہ میں تہذیب مناط ماخوذ ہے جس کے معنی قیاس میں علت مہذب کرنا ہے۔ لغوی لحاظ سے لغات میں الفاظ کی ترتیب سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تمدنی زندگی میں اس کے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ تہذیب لفظ بھی اس قبیل سے تعلق رکھتا ہے کہ جس سے یہ اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے کہ پہلے یہ ایک لفظ تھا لیکن معنوی اعتبار سے اسے تمدنی حالات میں تطبیق کے لیے استعمال کیا گیا۔ اہل لغت نے اس ترتیب کو اصطلاحی لفظ دیا ہے۔ ذیل میں اصطلاحی طور پر تہذیب کو بیان کیا جا رہا ہے۔

لغت میں لفظی معانی کا خیال رکھا جاتا ہے جبکہ اصطلاح میں لوگوں کا رویہ شامل ہوتا ہے، جس سے معاشرے کے اقدار کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس لئے اصطلاحی معنیٰ بھی لغوی معنی کی طرح کثیر مفاہیم رکھتا ہے۔ جیسے۔ رویے کو درست کرنا، اور انسانی اخلاقی خوبیوں کا حصول۔ انسانی رویے کو نقائص سے پاک کرنا اور اس کی بری عادتوں کا علاج کرنا تاکہ انہیں اچھی عادتوں سے بدل دیا جا سکے۔ تاثرات اور وجدانات کی تعریف عموماً بہت دشوار ہوتی ہے۔ یہ چیزیں چونکہ سراسر کیفی اور ذرتی ہیں اس لیے ایک انسان ان کے اثرات کو قلب و دماغ کی انتہائی گہرائیوں میں پوری طرح محسوس کرتا ہے، اُن کے مظاہر کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، مگر انھیں پوری صحت کے ساتھ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ انسان کے ان نازک اور لطیف احساسات میں سب سے زیادہ موثر، سب سے زیادہ ہمہ گیر اور سب سے زیادہ انقلاب انگیز احساس حاسہ مذہبیت ہے ۔[9]

اس لئے مفکرین نے تہذیب کے مختلف پہلوں کو مد نظر رکھ کی اس کی تعریف کی ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے تہذیب کے ان تمام تعریفات کے برعکس لکھا ہے کہ مذکورہ بالا عناصر (جس میں ادب، فنون لطیفہ اور طرز حیات کو تہذیب قرار دیا گیا ہے) تہذیب کے مظاہر ہیں، جبکہ تہذیب کی تکوین دراصل پانچ اجزائے ترکیبی کی اساس پر کی گئی ہے۔ دنیا بھر کی تہذیبوں کا تعارف انہی عناصر پر ہو گا۔ اور انہی عناصر کی بنیاد پر تہذیب کا تعارف اور مفہوم بیان کیا جا سکے گا۔ وہ عناصر یہ ہیں۔

- دنیوی زندگی کا تصور
- زندگی کا نصب العین
- اساسی افکار وعقائد
- تربیت افراد

---

[8] محمد بن مكرم بن علي بن منظور الأنصاري (م 711ھ) الطبعة الثالثہ،، (دار صادر، بیروت، 1414ھ)، بذیل ھذب

[9] عبدالحمید صدیقی (م 1978ء)، مذہب اور تجدید تہذیب، طبع اول (لاہور، البدر پبلی کیشنز، 1978ء): 9

- نظامی اجتماعی[10]

سید سبط حسن نے تہذیب کی تعریف اس طرح کی ہے:

کسی معاشرے کی بامقصد تخلیقات اور سماجی اقدار کے نظام کو تہذیب کہتے ہیں۔ تہذیب معاشرے کی طرزِ زندگی اور طرزِ فکر و احساس کا جوہر ہوتی ہے۔ چنانچہ زبان، آلات اور اوزار، پیداوار کے طریقے اور سماجی رشتے، رہن سہن، فنون لطیفہ، علم و ادب، فلسفہ و حکمت، عقائد و افسوں، اخلاق و عادات، رسوم و روایات، عشق و محبت کے سلوک اور خاندانی تعلقات وغیرہ تہذیب کے مختلف مظاہر ہیں۔[11]

مذہبی نفسیات کے ماہر پروفیسر James H leuba کو مذہب کی نفسیاتی تحقیق کے بارے میں اولیت کا شرف حاصل ہے۔ اُنھوں نے مذہب کی مختلف تعریفات نقل کی ہیں جو مذہب کی جامع تعریف تو نہیں البتہ کسی نہ کسی جزو پر حاوی ہے۔ان تعریفات میں سے کچھ کا یہاں ذکر کرتے ہیں۔ چونکہ تہذیب کی تعریف میں جن اجزائے ترکیبی پر انحصار کیا جاتا ہے عموماً ان میں مذہب سب سے اہم ہے۔ "عظیم مذاہب وہ بنیادیں ہیں جن پر عظیم تہذیب کھڑی ہیں"۔[12]

"تہذیبوں کی مرکزی شناخت مذہب ہوتی ہے"۔[13]

کلچر کے مظاہر کو عقیدوں سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا"۔[14]

" Religion is a mental faculty or disposition, which, independent of, nay in spite of, sense and reason, enables man to apprehend the Infinite under different names, and under varying disguises"[15]-

- مذہب کی ایک تعریف تو یہ ہے کہ "مذہب اس احساس کا نام ہے جو کسی مقدس، بالاتر اور ان دیکھی ذات کا وجود انسان کے قلب و دماغ میں پیدا کرتا ہے" یہ تعریف اس ہلکی سی "لے کی طرف اشارہ کرتی ہے جسے ہر شخص کے اندر فطرت نے ودیعت کر رکھا ہے۔

دوسری تعریف یہ ہے کہ "مذہب ایک ازلی اور ابدی حقیقت پر ایمان لانے کا نام ہے جس کی حیثیت اور ارادہ انسانی منشا اور ارادے سے بالاتر ہے اور جس کا تعلق انسان کی زندگی کے ساتھ بہت گہرا ہے؟ اس تعریف میں زیادہ زور ذہنی عقیدے یا ایمان پر دیا گیا ہے۔

تیسری تعریف یہ ہے کہ "مذہب ایک روحانی اور نفسی راستہ ہے جس کی بنیاد یہ عقیدہ ہے کہ انسان اور کائنات میں ہمہ گیر ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ اس تعریف کا خاص الخاص جز کردار یا ایمانیت نہیں بلکہ نفسِ انسانی کا نظام تاثرات ہے۔

---

[10] سید ابو الاعلیٰ مودودی، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، 11:ء

[11] سید سبط حسن، (م1986ء) پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء، طبع ہشتم (کراچی، مکتبہ دانیال، 1989ء)13

[12] Christopher Dawson(D 1970)dynamic of world Hiatory (London ,sheed and war publisher 196) pp128

[13] Samuel P. Huntington Clash of civilization p 42،

[14] سید عبداللہ (م1986ء) کلچر کا مسئلہ، طبع اول (لاہور سنگِ میل پبلیکشنز، 2001ء)8

[15] James H leuba(D 1946) The Psychological Study of Religion Its Origin,(New work HE MACMILLAN COMPANY 1912)

چوتھی تعریف یہ ہے کہ مذہب ان مافوق الانسانی قوتوں کی رضا جوئی کا کہتے ہیں جو انسانی زندگی پر حکمران ہیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس تعریف میں زور عمل و کردار پر دیا گیا ہے۔

پانچویں تعریف ہے کہ " مذہب اُس جستجو کو کہاجاتاہے جو انسان زندگی کے حقیقی مقصد کے ادر اک کے لیے کرتا ہے ۔[16]

تہذیب عربی زبان کے لفظ ھذب سے ہے ،جس کے معنی کسی درخت کی چھال اتار کر اس کی کانٹ چھانٹ کرکے اسے صاف کیاجانے کو کہاجاتاہے تاکہ وہ نئی کونپلوں، پتوں اور شاخوں کی روید گی ہو سکے۔ فارسی میں تہذیب کے معنی، ”آراستن پیراستن، پاک و درست کردن واصلاح نمودن“ ہیں۔[17]

لفظ تہذیب کی اصطلاح اردو تصنیفات و تالیفات میں سب سے پہلے 1801ء میں تذکرہ گلشن ہند میں ملتی ہے۔ جہاں درج ہے۔ ’جو ان مؤدب و باشعور اور تہذیب اخلاق سے معمور ہیں۔[18]

تہذیب، تمدن اور ثقافت کے دمیان فرق

ان تینوں الفاظ یا مصطلاحات کا باریک فرق کے باوجود جزوی اشتراک انہیں باہم مترادف بنا دیتاہے۔ یہ تینوں الفاظ عربی الاصل ہیں۔ جیسے انگریزی میں تہذیب وتمدن کے لئے سولائزیشن کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے ایسے ہی سنسکرت میں تہذیب وثقافت کے لئے سنسکرتی لفظ संस्कृति استعمال ہوا ہے۔ ایسا ہی معاملہ اردو زبان کا بھی ہے جو تہذیب و ثقافت کے ضمن میں وضاحت کرتی ہے۔

’کسی قوم یا گروہِ انسانی کی تہذیب کے اعلیٰ مظاہر جو اس کے مذہب، نظام اخلاق، علم و ادب اور فنون میں نظر آتے ہیں۔‘ ۔[19]

ثقافت مشتق ہے ثقف سے جس کے معنی ہیں کسی کام میں مہارت رکھنا، کسی چیز کو پالینے کی مہارت، ہتھیار ہتھیاروں سے کھیلنا اور سمجھداری بھی ثقافت کے معنی میں شامل ہیں۔[20]

عربی میں شہر ’کو ’مدینہ ‘کہتے ہیں، اسی سے ’مَدنَت مَدِیْنَہ‘‘ ہے، جس کے معنی شہر آباد کرنے کے ہیں۔ ’تمدّن ‘کا لفظ اسی ’مدینہ ‘ سے متعلق ہے۔ فرہنگ ہائے فارسی تمدّن کے معنی اور مترادفات کو ’شہر نشینی، مدینت اور شہری طرزِ معاشرت سے آشنائی‘ کے علاوہ ’ثقافت‘ کے الفاظ میں بیان کرتی ہیں۔

شہر کو عربی زبان میں مدینہ کہتے ہیں اور اسی سے مدنت مدینہ ہے۔ اس کے معنی ہیں شہر آباد کرنا۔ تمدن کا لفظ اسی لفظ مدینہ سے متعلق ہیں۔ تمدن کے معنی اور مترادفات کو فرہنگ ہائے فارسی میں شہر نشینی، مدینت اور شہری طرز معاشرت سے آشنائی کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔[21]

تہذیب وثقافت کے معنی کی تحقیق ایک طویل تاریخ ہے۔ یہاں تک ہم نے تفہیم کے لئے اختصار کیساتھ ان مصطلاحات کی تعریف و توضیح کی ۔تہذیب وثقافت کے معانی کے اس طویل تحقیق اور جستجو میں جرمنی سے تعلق رکھنے والے فلسفہ کے پروفیسر اور گلف یونیورسٹی کویت کے

---

[16] ایضا

[17] سید سبط حسن، پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء:13

[18] مرزا علی لطف، تذکرہ گلشن ہند، (دہلی، عظیم الشان بک ڈپو1972ء)ص129

[19] فیض احمد فیض(م1984)ہماری قومی ثقافت، طبع اول، (کراچی، ادارہ یادگار غالب،1976ء)17

[20] ابن منظور، لسان العرب، بذیل، ثقف

[21] محمد معین الدین، فرہنگ فارسی، طبع اول، (تہران، مؤسسہ انتشارات،1944ء)بزیل تمدن

استاد (تھورسٹن بوٹز-بورنسٹین) نے تہذیب وثقافت کے درمیان فرق کے الجھاؤ کے دوسو پچاس سال کے عنوان پر ایک مضمون لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

تہذیب وثقافت میں فرق کی بحث گذشتہ اڑھائی سال (250) سال سے جاری ہے۔ یہ بحث ابھی تک اہم گردانا جاتا ہے۔ جہاں مختلف ثقافتیں، مقامی اور عالمی، روایت اور جدیدیت ایک دوسرے سے متصادم رہی ہیں۔ ماضی میں اکثر ثقافت اور تہذیب میں کسی ایک کی بہتر تفہیم دوسری کی بہتر تفہیم میں مدد نہیں دے سکی۔ نازی جرمنی میں یہودی مخالف نسل پرستی کی بنیاد ثقافت کی فطری تصور پر رکھی گئی۔ یورپی نو آبادیوں اور ریاست ہائے متحدہ امریکا میں سیاہ فاموں کے خلاف نسل پرستی کی بنیاد اس بات پر تھی کہ امریکا کے افریقی باشندے فطری طور پر مہذب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ ثقافت اور تہذیب میں سے کوئی بھی اقدار سے متعلقہ تعصبات کی بنیاد پر غیر اور الگ شناخت والوں سے تنفر کو دور کرنے میں مدد نہ دے سکا۔ ایک دوسرے سے الگ تھلگ ان کو آئیڈل بنا کر ثقافت اور تہذیب مطلق العنانیت تک بھی لے جاسکتے ہیں کیونکہ اپنی بنیاد میں ثقافت اور تہذیب دونوں بہت ہی خودسرانہ اصطلاحات ہیں۔ چین کو شاید اپنی چار ہزار (4000) سالہ پرانی ثقافت پر فخر ہو اور مغرب کو اخلاق، ٹیکنالوجی اور سائنسی علم پر مبنی تہذیب پر فخر ہو۔

تاہم لیکن ان دونوں مثالوں میں ہر ایک جس چیز کو بالترتیب ثقافت اور تہذیب قرار دے رہے ہیں وہ اصل میں ان کی خانہ ساز تعبیرات ہیں۔ چینیوں کو اس بات کا پورا ادراک تھا کہ یورپ کی اپنی ایک تہذیب رہی ہے لیکن انہوں نے ان کو اس طرح تسلیم نہیں کیا کیونکہ وہ ثقافت چینی نہیں تھی۔ مغرب کو چینیوں کے سائنس اور ٹیکنالوجی کے ان کے اپنے معیار کے مطابق علم رہا ہے لیکن وہ ان کامیابیوں کو مغربی معیار کا تہذیبی درجے دینے سے منکر رہے ہیں۔ مقامی ثقافتوں کے درمیان تنازعات اور جارحانہ تہذیبوں کی دوبارہ اس طرح بُنت کی جائے کہ مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں کے درمیان ان اختلافات اور تعاملات کو اس اعلیٰ ورثے سے مستعار لئے جائیں، جس نے ایک دوسرے کو متاثر کیا ہے۔ معاصر دنیا میں ثقافت اور تہذیب ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں، جس کا مطلب بنیادی طور پر دو باتیں ہیں: پہلی بات مغربی اور غیر مغربی شناختی سیاست بلکہ بنیاد پرستانہ مذہبی تحریکیں (اسلامی اور چینی بنیاد پرستی) کا دعویٰ ہے کی اپنی ساخت میں بنیادی طور پر ثقافتی ہے اور ان قوتوں کو دشمن سمجھتے ہیں جو ایک عالمگیر یا اجنبی تہذیب ان پر تھوپنا چاہتے ہیں۔ یہ استنباط اپنی بنیادی تفہیم میں معنی خیز ہے کیونکہ بنیادی معنی میں ثقافت اور تہذیب کا مفہوم عیسائی مصنفین "عبادت" ہی لیتے تھے۔ تاہم جیسا کہ ثقافت اور تہذیب کی آگے کی تاریخ ظاہر کرتی ہے کہ کوئی ثقافت تہذیب کے بغیر نہیں پنپ سکتی، اس بات کو ان لوگوں کے خلاف پیش کیا جاسکتا ہے جو بنیاد پرستانہ معنی میں ثقافت کے علمبردار ہیں۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ باہمی ثقافتی تفہیم سب سے زیادہ موثر مصالحتی طاقت کی نمائندگی کرتی ہے جو مشرق و مغرب کے درمیان باہمی افہام و تفہیم کو فروغ دینے اور اس کو تسلسل اور استحکام عطا کر سکتی ہے۔ یہ لوگ برابر کے سادہ لوح ہیں کیونکہ ثقافت مقامی طور پر

بسر کئے گئے تجربے کے طور پر ہمیشہ تہذیب ہی کی مرہون منت ہوتی ہے۔اگر یہ نہ ہو تو ثقافت کسی عجائب گھر یا موضوعی پارک میں رکھی گئی مردہ یادگار ہوگی-اس کے بالمقابل تہذیب صرف ایک آفاقی تجریدی تصور ہے جس کی تجسیم صرف ثقافتی تنفیذ ہی سے ہوسکتی ہے۔[22]

خلاصہ

اسلامی روایات کا تحفظ انسانی بہبود اور فلاح کا بنیادی تقاضا ہے۔ انسانی کامیابی کے لیے غیر متعین راستوں پر چلنے کے بجائے ایک سیدھی راہ اختیار کرنا ضروری ہے، اور اسلام ہی وہ شاہراہ ہے جو انسانیت کو دائمی صداقتوں کی طرف لے جاتی ہے۔ تاہم، جدید دور میں مسلمانوں نے اپنی تہذیبی روایات سے روگردانی اختیار کرلی ہے اور مغربی تہذیب کے اثرات کو قبول کرلیا ہے، جس کے نتیجے میں اسلامی تہذیب کے وجود کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہر تہذیب اپنے بنیادی تصورات پر قائم رہتی ہے، اور وہی تہذیبیں بقا پاتی ہیں جو فطری اصولوں پر استوار ہوں۔ اسلامی اور مغربی تہذیب کی کشمکش گزشتہ تین صدیوں سے جاری ہے، خاص طور پر برصغیر میں مغربی استیلاء کے بعد اس کے اثرات نمایاں ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد بھی اسلامی روایات کے تحفظ اور فروغ کے چیلنجز برقرار رہے۔اس ضمن میں تین نقطہ نظر سامنے آئے: مغربی تہذیب کی مکمل تقلید، اس کا مکمل رد، یا اسلامی اور مغربی تہذیب میں مفاہمت کی راہ اختیار کرنا۔

[22] Thorsten Botz-Bornstein, What is the Difference Between Culture and Civilization?: Two Hundred Fifty Years of Confusion, https://scholarsarchive.byu.edu/ccr,v 66,Nov66,Spring 2012 Article 4,accessed on 25.10.2023at 9.00pm.